تقریر

تقریر بابت خلافت
وقت 5-7 منٹ

خلافت، پہرہ اور امام کی حفاظت

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (ال عمران:201)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور سرحدوں کی حفاظت پر مستعد رہو۔ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔''خلافت، پہرہ اور امام کی حفاظت''

حضرت ملک سیف الرحمن صاحب مرحوم سابق مفتیٔ سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ نے اپنے مشہورِ زمانہ مجموعۂ احادیث بعنوان حدیقۃُ الصالحین میں 129 عناوین کے تحت 1045 احادیث جمع کی ہیں۔ اِس کی فہرس عناوین میں 61 ویں نمبر پر آپ نے عنوان باندھا ہے۔''خلافت، پہرہ اور امام کی حفاظت'' اور اِس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آنے کے بعد ایک رات سو نہ سکے۔ اِس بے چینی کی کیفیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کاش! خدا کا کوئی نیک بندہ آج پہرہ پر ہوتا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اِسی دوران ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سُنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون ہے؟۔ جواب ملا حضورؐ! مَیں سعد بن ابی وقاص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کس لئے آئے ہو؟ سعدؓ نے جواب دیا۔ میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ خدشہ محسوس ہوا اِس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی غرض سے چلا آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کے لئے دعا کی اور پھر (اطمینان سے) سو گئے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 643 از ترمذی کتابُ المناقب باب مناقب سعد بن ابی وقاص 3756)

حضرت ملک صاحب مرحوم نے اِس عنوان میں ''پہرہ اور امام کی حفاظت'' کو ''خلافت'' کے ساتھ جوڑ کر مجھے اِسی عنوان پر کچھ خیالات کا اظہار کرنے پر مجبور کیا ہے کہ حفاظت، سیکورٹی اور پہرے کا خلافت اور امامِ وقت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔''خلافت، پہرہ اور امام کی حفاظت'' کے عنوان میں دو مضمون بیان ہوئے ہیں۔

اوّل۔ تو ظاہری مفہوم ہے کہ خلیفۃُ المسیح کے وجود کے لئے پہرہ دینا۔ اُس کی حفاظت کے لئے سر تن کی بازی لگانا۔ دوم۔ دربارِ خلافت سے جاری ہونے والی تعلیمات پر کماحقّہٗ عمل کر کے خلافت اور خلیفۃُ المسیح کی حفاظت کرنا۔

سامعین! جہاں تک نمبر 1 میں بیان پہرہ اور خلافت کی حفاظت کا تعلق ہے اُس کے لئے اوپر بیان حدیث کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یہ واقعہ تاریخ اور احادیث کی کتب میں مختلف طور پر بیان ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 11 اپریل 2025ء میں اِس واقعہ کی تفصیل بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مدینہ واپس آتے ہوئے ایک جگہ پر قیام فرمایا۔ اس رات تیز ہوا چل رہی تھی۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ کون ہے جو آج رات ہمارے لئے پہرہ دے گا؟ اس پر حضرت عباد بن بشرؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ہم آپ کے لئے پہرہ دیں گے۔ اس کے بعد وہ دونوں گھاٹی کی چوٹی پر بیٹھ گئے۔ حضرت عباد بن بشرؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے کہا کہ ابتدائی رات مَیں پہرہ دے لوں گا۔ تم سو جاؤ اور آخری رات تم پہرہ دے دینا تاکہ مَیں سو جاؤں۔ چنانچہ حضرت عمار بن یاسرؓ تو سو گئے اور حضرت عباد بن بشرؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ رات کو دشمن کے ایک شخص نے تیر چلایا جو حضرت عباد بن بشرؓ کے جسم میں لگا۔ آپؓ نماز میں مصروف تھے۔ انہوں نے تیر نکال کر پھینک دیا۔ نماز نہیں توڑی۔ اُس نے دوسرا تیر مارا۔ آپؓ نے اس کو بھی نکال کے پھینک دیا۔ پھر جب اُس نے تیسرا تیر مارا تو حضرت عباد بن بشرؓ کا کافی خون بہہ نکلا۔ انہوں نے نماز مکمل کی اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو جگایا۔ جب اس شخص نے

دوسرے شخص کو دیکھا تو وہ بھاگ گیا۔ حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضرت عباد بن بشرؓ کو زخمی حالت میں دیکھا تو پوچھا کہ پہلے کیوں نہیں جگایا تو کہنے لگے کہ مَیں نماز میں سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا اور میرا دل نہیں چاہا کہ مَیں اس کی تلاوت کو منقطع کر دوں۔ یہ عجیب ایک تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا اور اخلاص تھا، وفا تھا، عبادت کا شوق تھا اِن لوگوں میں۔

اِسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں گئے۔ لوگوں کا نزول دوپہر کے وقت کانٹوں والی ایک وادی میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا اور لوگ بھی درختوں کا سایہ تلاش کرتے ہوئے اِدھر اُدھر قیام کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے درخت کے نیچے قیام فرما ہوئے۔ آپؐ نے اپنی تلوار لٹکا دی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم کچھ دیر سوئے پھر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلا رہے ہیں۔ ہم آپؐ کے پاس آئے تو کیا دیکھا کہ آپؐ کے پاس ایک بدوی بیٹھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِس نے میری تلوار پکڑ لی اور میں سویا ہوا تھا۔ مَیں جاگا تو وہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ کون تمہیں مجھ سے بچائے گا؟ مَیں نے کہا کہ اللہ! آپؐ نے اس حملہ آور کو کوئی سزا نہیں دی۔ اس شخص کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونتنے والا ایک اور واقعہ بھی روایات میں ملتا ہے جس میں دوسور نامی شخص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کا ذکر ہے۔ دوسور کے حملہ کرنے والے کا واقعہ تین ہجری میں غزوہ ذی عمر یا غزوہ بنی غطفان سے واپسی پر پیش آیا جو یوں ہے کہ مشرکوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ تنہا لیٹے ہوئے دیکھا تو وہ اپنے سردار دوسور کے پاس آئے اور اِسے کہا کہ اِس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بالکل تنہا لیٹے ہوئے ہیں اب ان سے نمٹ لو۔ بہر حال دوسور تلوار سونتتے ہوئے چلا اور بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے پہنچ کر رکا۔ پھر اچانک اس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔ آج آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان سے فرمایا۔ اللہ! اس پر وہ زمین پر گر گیا اور تلوار اُس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اُس کی تلوار اٹھالی اور اُسے فرمایا۔ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔ اس پر دوسور نے کہا۔ مجھے تو اب کوئی نہیں بچا سکتا اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد، اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! آئندہ مَیں کبھی آپ کے خلاف لوگوں کی جتھہ بندی نہیں کروں گا۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ 11 اپریل 2025ء)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور سیکورٹی کی بات چلی ہے تو یہاں صحابہؓ کے جنگِ بدر پر عشق و وفا کے اِس واقعہ سے بھی اِس مضمون کی اہمیت واضح ہوتی ہے جب صحابہؓ نے آپؐ کا مخاطب ہو کر کہا تھا۔ اے محمدؐ! ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی، ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری نعشوں کو نہ روندلے۔ ایک جنگ میں تیروں کی بوچھاڑ تھی اور حضرت طلحہؓ نے اپنا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے آگے رکھ دیا۔ تیر آتے تھے، آپ کے ہاتھ پر لگتے تھے مگر طلحہؓ اُف بھی نہ کرتے تھے۔ حضرت طلحہؓ نے اپنا ہاتھ کٹوا دیا مگر کسی بھی تیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ تک نہ پہنچنے دیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نشانہ بازی میں مشہور تھے۔ انہوں نے اس موقع پر اس قدر تیر برسائے کہ کئی کمانیں ٹوٹ گئیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے بٹھا لیا تھا تا کہ دشمنوں کے تیر یا تلوار کا کوئی وار آپؐ پر نہ آسکے۔ کبھی کبھی آپؐ دشمنوں کی فوج کو دیکھنے کے لئے گردن اٹھاتے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ گردن نہ اٹھائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کا کوئی تیر آپؐ کو لگ جائے۔ یا رسول اللہؐ! آپ میری پیٹھ کے پیچھے ہی رہیں میرا سینہ آپؐ کے لئے ڈھال بنا ہوا ہے۔

(صحیح بخاری غزوۂ احد)

صحابہ کرامؓ نے صرف ایسا کہا نہیں بلکہ جب جنگیں ہوئیں تو ایسا کر کے دکھایا۔ چنانچہ جنگ اُحد کا میدان اس بات کا گواہ ہے۔ ایسا دعویٰ کرنے والے لوگ آپؐ کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اپنے جسموں کے سَتَّر سَتَّر ٹکڑے کروا لیے مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک دشمن کو نہ پہنچنے دیا۔

جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے تو چاروں طرف سے کفار نے آپؐ پر تیر و تلوار کا وار شروع کر دیا اور کفار کا بے پناہ ہجوم آپؐ کے ہر چہار طرف سے حملہ کرنے لگا جس سے آپ کفار کے نرغہ میں محصور ہونے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر جان نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کا جوش جاں نثاری سے خون کھولنے لگا اور وہ اپنے سر ہتھیلیوں پر رکھ کر آپ کو بچانے کے لئے اس جنگ کی آگ میں کود پڑے اور آپؐ کے گرد ایک حلقہ بنا لیا۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ جھک کر آپؐ کے لئے ڈھال بن گئے اور چاروں طرف سے جو تلواریں برس رہی تھیں ان کو وہ اپنی پشت پر لیتے رہے اور آپؐ تک کسی تلوار یا نیزے کی مار کو پہنچنے ہی نہیں دیتے تھے۔

اگرچہ اصل حفاظت اللہ ہی کی ہے لیکن دراصل خلیفۂ وقت کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جماعت پر ہی ڈالی ہے اور اس سلسلہ میں انسانی کوششوں کو ہر ممکن حد تک پہنچانے کے بعد بھی اگر کوئی پہلو نگارہ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل اور رحم سے اس پہلو کو اپنی حفاظت خاص سے ڈھانپ لیتا ہے۔

سیدنا مصلح موعودؓ نے سورہ نور کی تفسیر میں بہت تفصیل سے خلیفۂ وقت کی حفاظت کی ذمہ داری پر بھی روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ اگر مسلمان ان آیات کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تو خلفائے راشدین پر اُن حملوں کی کسی کو جرأت بھی نہ ہوتی جن کے نتیجہ میں وہ شہید کئے گئے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا بھی جب گھوڑی سے گرنے کا واقعہ پیش آیا تو بھی نظام سلسلہ کا کوئی ذمہ دار شخص آپؓ کے ساتھ نہیں تھا۔ خود حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ ایک جلسہ کے موقع پر جب آپؓ تقریر فرمارہے تھے تو جلسہ گاہ میں سے کسی شخص نے ملائی کی ایک پیالی دی کہ حضرت صاحب کو پہنچادیں۔ یہ پیالی ایک سے دوسرے کے ہاتھوں ہوتی ہوئی سٹیج تک پہنچ گئی۔ سٹیج پر اتفاقاً کسی کو خیال آیا اور اس نے احتیاط کے طور پر ملائی چکھی تو اس کی زبان کٹ گئی کیونکہ ملائی میں زہر ملی ہوئی تھی۔

ایک اور موقع پر حضورؓ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک عیسائی جے میتھیوز کو جب اُسکی بیوی کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا تو اُس نے عدالت کو بتایا کہ دراصل وہ اُس پستول سے حضورؓ کو قتل کرنا چاہتا تھا اور اس نیت سے پہلے قادیان گیا جہاں احباب کی موجودگی کے باعث اسے جرأت نہ ہوسکی۔ پھر اُس نے سنا کہ حضورؓ پھیرو چچی چلے گئے ہیں تو وہ وہاں چلا آیا لیکن دروازہ پر ہر وقت پہرے داروں کی موجودگی کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکا۔ جب گھر آیا تو اتفاقاً اُس کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوگیا اور اُس نے اُسے قتل کردیا۔

احرار کی شورش کے ایام میں ایک دفعہ حضورؓ سے ملاقات کے خواہشمند ایک نو عمر افغان لڑکے کو ایک احمدی عبدالاحد صاحب نے پکڑ لیا اور اُس سے ایک چُھرا بھی برآمد کرلیا۔ لڑکے نے بعد میں تسلیم کیا کہ وہ حضورؓ پر حملہ کرنے کی نیت سے دھر مسالہ تک گیا تھا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ پھر قادیان چلا آیا۔

10مارچ 1954ء کو حضرت مصلح موعودؓ پر جماعت نہم کے طالبعلم ایک پندرہ سالہ اجنبی لڑکے نے چاقو سے اُس وقت حملہ کرکے شدید زخمی کردیا جب حضورؓ عصر کی نماز پڑھاکر واپس تشریف لے جارہے تھے۔ یہ لڑکا دو روز قبل ربوہ میں آیا تھا۔ اور اُس نے حضورؓ سے ملاقات کرنے کی کوشش بھی کی۔ لیکن ناکامی کے بعد احمدی ہونے کا خیال ظاہر کرتے ہوئے بیعت فارم پُر کردیا اور اپنے دلی منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مسجد مبارک جا پہنچا۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضورؓ نے اس واقعہ پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

"کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ ہم تحقیق تو کرلیں، یہ ہے کون؟ قادیان میں یہ قاعدہ تھا کہ اجنبی آدمی کو نماز کے وقت پہلی دو صفوں میں نہیں بیٹھنے دیتے تھے اور جماعت کے مختلف محلّوں کے دوست ہر روز آکے پہرہ دیتے تھے۔"

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہی ہوا تھا۔ آپؐ کو یہودیوں نے کھانے میں زہر ملا کردے دیا۔ بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ آپؐ نے اُن کی دعوت کو منظور کیوں کرلیا؟ لیکن آپؐ کی شان یہی تھی کہ آپؐ اُن کی دعوت کو قبول کرلیتے۔ یہ صحابہؓ کا کام تھا کہ وہ کھانے کو چکھ کر دیکھ لیتے اور اطمینان کرلیتے... لیکن اُن سے یہ غلطی سرزد ہوگئی، اُنہوں نے کھانا چکھا نہیں... آپؐ کو الہاماً پتہ لگ گیا کہ اس کھانے میں زہر ملا ہوا ہے... خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کی ایک نشان کے طور پر حفاظت تو کردی لیکن دراصل یہ ذمہ داری صحابہؓ کی تھی... پس کچھ کام جماعت کو بھی کرنے پڑتے ہیں۔ خلیفہ پر پابندیاں عائد نہیں کی جاسکتیں۔ خلیفہ اپنا کام کرے گا اور جماعت کو اپنا فرض ادا کرنا ہوگا"

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ کی استحکام خلافت کے لئے کوششوں میں ایک نمایاں کام ذیلی تنظیموں کا قیام اور ان کے عہد میں اس بات کا نمایاں ذکر فرمانا ہے کہ وہ ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہیں گے۔ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے ہر قربانی کے لئے ہر دم تیار رہیں گے۔ ہمیشہ خلافت کے مطیع اور فرمانبردار رہیں گے اور اپنی اولاد کو بھی نسل در نسل خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں گے۔

دنیا کے بگڑتے ہوئے حالات اور سیکیورٹی صورت حال کو ملحوظ رکھتے ہوئے جلسہ سائٹ کی حفاظت اور سیکیورٹی کی اہمیت دوچند ہے۔

اگرچہ ہماری حفاظت تو اللہ تعالیٰ کی ذات کرتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے پیارے حبیبؐ کے ارشاد کی تعمیل میں یہ سب کام جاری ہیں اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ کہ (اونٹنی کو پہلے) باندھو اور پھر توکل کرو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا سیکیورٹی سسٹم دنیا کے بہترین سسٹمز میں سے ایک ہے کیونکہ ہر فرد جماعت اپنے آقا کی حفاظت کو اپنی جان و مال پر فوقیت دیتا ہے اور پیارے مسیحؑ کی نصائح کے تابع ہر وقت دعا میں مشغول رہتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیکیورٹی کے حوالہ سے فرمایا:

"جماعت احمدیہ کا جو حفاظت کا نظام ہے یہ کُل عالم میں یکتا ہے اور اس میں ادنیٰ سا بھی مبالغہ نہیں۔ دنیا میں کہیں کسی اجتماع پر یا کسی دنیا کے بڑے سربراہ کے لئے حفاظت کا ایسا مؤثر انتظام نہیں ہوتا جتنا جماعت احمدیہ میں روایتاً رائج ہو چکا ہے۔ اس کے کچھ پہلو ہیں جو میں آپ کے سامنے کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے بڑی حفاظت کا انتظام تو آپ خود ہیں۔ آنکھیں کھول کر پھریں اور جس شخص سے بھی آپ کو احساس ہو کہ خطرہ ہو سکتا ہے اس کے متعلق چند باتیں پلّے باندھ لیں۔ میری نصیحت ہے آنے والوں کو بھی اور رہنے والوں کو بھی جو بھی جلسے میں ہوں کہ اپنے دائیں بائیں کی حفاظت کریں۔ دنیا میں کہیں بھی یہ نظام رائج نہیں۔ جب بھی کوئی شخص حملہ کرنا چاہتا ہے اس کو لازماً کوئی تیزی سے حرکت کرنی پڑتی ہے۔ وہ جیب کی طرف یا کہیں ہاتھ ڈالتا ہے اگر دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہوشیار ہوں تو ناممکن ہو جائے گا اس کے لئے کہ ایسی حرکت کر سکے۔ پس اصل نگران تو اللہ ہی ہے مگر اللہ نے جو طریقے سمجھائے ہیں ان طریقوں پر عمل کرنا تو ضروری ہے۔ تو اپنے دائیں بائیں سے بیدار مغز رہیں اور جو اچھے لوگ بھی ہیں بعض دفعہ ان میں بھی جن کو آپ اچھا سمجھ رہے

ہیں بعض بد چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے نگرانی کا یہ نظام سب پر حاوی کر دیں۔ ہر شخص اپنے دائیں بائیں کا نگران ہو۔ اگر آپ یہ صورت اختیار کریں تو چلتے پھرتے آتے جاتے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ حفاظت کا انتظام ایسا اعلیٰ ہو گا کہ دنیا میں کبھی کسی سربراہ کے لئے ایسا انتظام نہ ہوا، نہ ہو سکتا ہے۔ جب دورویہ کھڑے ہوں تو اس وقت بھی اس کا خیال رکھیں۔

نظام جماعت کا فرض ہے کہ حفاظت کا انتظام بھی کرے اور ایسے لوگوں پر آنکھ رکھے جن کے متعلق احتمال ہے کہ وہ شرارت کی خاطر آئے ہیں پس ایسے موقع پر آپ کو کیا کرنا چاہئے۔ ایسے موقع پر جو انتظام ہے حفاظت کا اس کو چاہئے کہ موبائل فورس رکھے۔ تو حکمت کے ساتھ حفاظت کا فرض پورا کرتے ہوئے اس کے اوپر کسی نگران کو مقرر کرتے ہوئے پھر آپ انتظامیہ سے رابطہ کریں۔ حفاظت کے نظام میں کھڑے پہرہ داروں کی بجائے زیادہ سے زیادہ چلنے پھرنے والے عام طور پر پہرہ داروں کے طور پر شناخت نہ کئے جانے والے لوگ زیادہ ہونے چاہئیں۔ انکے پاس ایسے پاس (pass) ہونے چاہئیں جو اگر انتظام روکے تو دکھا دیں کہ ہم خاص حفاظت کے انتظام پر مقرر ہیں لیکن فری موبائل فورس یہ سیکیورٹی کے لئے یا حفاظت کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ ضرورت سے زیادہ آدمی اور ڈنڈوں کی طرح نصب ہوئے ہوئے، دوسری طرف منہ کئے ہوئے۔ وہ خود ایک سیکیورٹی ٹارگٹ ہیں جس کو انگریزی میں Sitting Duck Target کہتے ہیں وہ تو ایک مرغابی کی طرح بیٹھے ہوتے ہیں جو چاہے ان کو نشانہ بنائے، انہوں نے کیا حفاظت کرنی ہے۔ مگر عام حالات میں پہرے کے لئے آپ کو زیادہ سے زیادہ غیر معروف پہرے داروں کی ضرورت ہوتی ہے جو عام لوگوں میں ملیں جُلیں پھریں اور ان کو کوئی پہچانے نہ کہ یہ کون ہیں۔

اور دوسری بات اس میں ضروری ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ مختلف ممالک کے دوستوں کو اس نظام سے وابستہ کریں جہاں صرف میزبان نہیں بلکہ مہمان بھی میزبانوں کی طرح خدمت سرانجام دیں گے۔ اس میں ہر قسم کے ایسے دوست شامل ہوں جو مختلف ملکوں سے آنے والے ہوں۔ اگر کسی بنگالی کا مسئلہ درپیش ہو تو کوئی بنگالی نظام کا حصہ لینے والا وہاں موجود ہو۔ اس کو بھیجا جا سکتا ہے وہ پتہ کرے کہ یہ کون صاحب ہیں۔ اگر کوئی افریقن ہے گھانا کے ہیں تو گھانا کے کچھ دوست اس نظام سے منسلک ہونے چاہئیں۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے کچھ نہ کچھ آنے والے مہمانوں کو تکلیف دی جا سکتی ہے کہ وہ اس نظام سے منسلک ہوں۔ سیکیورٹی مائنڈڈ (Security Minded) ہونا ہر احمدی کا فرض ہے لیکن اخلاقِ فاضلہ کے ساتھ۔ اس سیکیورٹی مائنڈڈ ہونے کو یعنی حفاظت کے لحاظ سے ذہنی طور پر باشعور ہونا۔ اس کو سیکیورٹی مائنڈڈ کہتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہرگز اخلاق کو اس پر قربان نہیں کرنا۔"

(الفضل انٹرنیشنل 19 جولائی 26 جولائی 2002ء)

سامعین! نبی، امام اور خلیفہ کی ایک حفاظت اُس کے احکامات، ارشادات اور ہدایات کا دفاع کرنا ہے، اُن پر اُن کی تمام شرائط کے ساتھ عمل کرنا ہے۔ یہ محاورہ اِس پر پورا اُترتا ہے کہ وہ امام کے اِرشادات کا پہرہ دے رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"شریعت تو اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، اسے لے لے اور جس بات سے منع کیا ہے اس سے ہٹے، اب اس وقت قبروں کا طواف کرتے ہیں، ان کو مسجد بنایا ہوا ہے۔ عرس وغیرہ، ایسے جلسے نہ منہاج نبوت ہے، نہ طریق سنت ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 128-129)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام الاحمدیہ کو ان کی ذمہ داری کی طرف اِس حوالے سے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

”خدام الاحمدیہ کے حوالے سے بتادوں کہ خدام الاحمدیہ کا ایک کام، بہت بڑا کام خلافتِ احمدیہ کی حفاظت بھی ہے اور اس کے لیے وہ عہد بھی کرتے ہیں۔ اور حفاظت یہ نہیں ہے کہ صرف عمومی کی ڈیوٹی دے دی یا حفاظتِ خاص کی ڈیوٹی دے دی۔ یہ کام تو اور دوسرے بھی کر سکتے ہیں۔ اصل حفاظت یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کے الفاظ کو پھیلایا جائے۔ ان پر عمل کیا جائے۔ ان پر عمل کروایا جائے۔ اور نئی نسل کو سنبھالا جائے۔ صرف یہ دعویٰ کرلینا کافی نہیں کہ ہم دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ یہ لڑائی کا تو مسئلہ نہیں ہے۔ آج کل کی لڑائی، آج کل کا جہاد یہ ہے کہ باتوں پر عمل کیا جائے۔ اور یہی وہ اصل کام ہے جو خدام الاحمدیہ نے کرنا ہے۔ ہر قائد کا کام ہے، ہر زعیم کا کام ہے، ہر ناظم کا کام ہے، ہر مہتمم کا کام ہے اور صدر صاحب کا کام ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ جو باتیں کہی جاتی ہیں۔

آپ تقاریر میں سنتے ہیں یا جو خطبات سنتے ہیں ان پر عمل کریں اور ان پر عمل کروائیں۔ اپنے نمونے پیش کریں گے تو دوسرے بھی اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے...... خدام الاحمدیہ کا خاص طور پر یہ کام ہے کہ جب خلافت کے نظام کی حفاظت کی ذمہ داری ان پر ہے تو حفاظت اسی طرح ہے کہ اپنے نوجوانوں میں، اپنے بچوں میں یہ روح پیدا کریں کہ تم نے خلیفۂ وقت کی باتوں کو سننا ہے اور ان پر عمل کرنا ہے۔ اور یہی حقیقت ہے جو خلافت کی حفاظت کا اہل بناتی ہے ورنہ اس کے علاوہ سب باتیں ہی ہیں۔ پس مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق عطا فرمائے کہ حقیقی رنگ میں خلافت کی حفاظت کرنے والے ہوں اور خلیفۂ وقت کے حقیقی مددگاروں میں سے ہوں، سلطانِ نصیر ہوں۔ اور خلافت احمدیہ کا جو ادارہ ہے اس کی حقیقی رنگ میں حفاظت کرنے والے ہوں اور وہ یہی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ خلیفۂ وقت کے الفاظ پر عمل ہو اور عمل کروانے کی کوشش ہو اور اس کو پھیلایا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطاب 25، اکتوبر 2019ء بمقام مہدی آباد جرمنی)

اسلام کی اصطلاح ”ایمان“ کی تشریح حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مقام پر یہ فرمائی ہے کہ ایمان کے معنی اپنے ضمیر کے خلاف بات ماننے اور ضمیر کے حق میں بات چھوڑنے کے ہیں یعنی جس کام کو دل کرنے کو کہہ رہا ہو اور وہ خلافِ اسلام ہو تو اُس سے رک جانا ایمان ہے اور اسی طرح اگر جی کسی کام کو نہ کرنے کا کہے جبکہ اُس پر عمل قرآنی حکم ہو تو دل اور جی کے خلاف قربانی کر کے وہ کام کرنا ایمان ہے۔ یہی وہ پہرہ ہے جو ایک مؤمن ہر وقت اسلامی تعلیمات پر نہ صرف خود دیتا ہے بلکہ اپنے ماحول اور معاشرہ میں بسنے والے زیرِ تربیت لوگوں کی نگرانی کر کے پہرہ دے رہا ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے اپنے دائرہ کار میں نگران ہے اور وہ اپنے زیرِ نگران لوگوں کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

یاد رہے کہ اطاعت کے بغیر دنیا کا کوئی نظام نہیں چل سکتا اور اطاعت ہر نظام کے لیے ریڑھ کی ہڈی ہے۔ مگر دنیوی نظام میں اطاعت منصب و دولت کے حصول کی خاطر ہوتی ہے جبکہ دین کی اطاعت اور عدم اطاعت کا اثر اُخروی زندگی پر پڑتا ہے۔ اطاعت کی اس عظیم الشان نعمت کا اظہار خدا تعالیٰ نے خلافت کے قیام کے ساتھ ہی کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرما کر بتایا کہ انسان کی تمام تر سعادتیں جذبہ اطاعت میں مضمر ہیں اور تمام تر شقاوتیں نافرمانی کی کوکھ سے جنم لیتی ہیں۔ سعادتوں کا یہ سرچشمہ نبوت کے بعد خلافت ہے جس سے پہلو تہی دامن فسق سے ہمکنار کرتی ہے۔ لفظ الطَّاعَۃ کے معنی محض فرمانبرداری کے نہیں بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جس میں بشاشتِ قلب سے اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے جائیں اور ان کے بجالاتے ہوئے انسان کو لذت اور سرور محسوس ہو۔ اللہ تعالیٰ آیت استخلاف میں خلافت کے مضمون سے پہلے رسول کی اطاعت کا حکم دیتا ہے اور خلافت کے ذکر کے معاً بعد پھر اطاعت رسول کا ذکر موجود ہے یعنی خلیفہ کی اطاعت دراصل رسول ہی کی اطاعت ہے۔ اس کے خلیفہ کی اطاعت بھی اسی وفا اور جانفشانی سے کی جائے جس طرح رسول کی اطاعت کا حق ہے۔ خلیفہ وقت جو بھی نظام مقرر کریں ہمیں یہ حق ہرگز نہیں پہنچتا کہ ہم اس قسم کی نکتہ چینی کریں کہ اس کام کے کرنے میں خلیفہ حق بجانب ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہم وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے جو خلیفۂ وقت دیکھتے ہیں اور چونکہ خلیفۂ وقت کو اللہ تعالیٰ نے خود مقرر کیا ہوتا ہے تو ہم اُن کی عقل کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے اُن کو راستہ اللہ تعالیٰ کو دکھاتا ہے۔ ہمارا صرف یہ کام ہے کہ ہم خلیفہ کی پوری پوری اطاعت کریں اور اس کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر اس قربانی کو جو وہ ہم سے طلب کرتا ہے پیش کر دیں تاکہ ہم پر کبھی ایسا وقت نہ آئے جب کہ ہم خلیفہ کی ذرہ بھر بھی نافرمانی کر کے فاسق و فاجر بنیں۔

سامعین! اب تقریر کے آخر پر فدائیت کے چند ایمان افروز واقعات آپ سامعین کے سامنے رکھنے جارہا ہوں جنہوں نے عملاً خلافت کے حفاظت کی۔ حضرت میر شفیع احمد صاحب دہلویؓ بیان کرتے ہیں:

”حضرت میاں محمود احمد صاحبؓ مغرب کے بعد اکمل صاحبؓ کی کوٹھری میں آکر بیٹھا کرتے تھے اور مَیں بھی وہاں بیٹھا رہتا تھا، شعر و شاعری اور مختلف باتیں ہوتی تھیں مگر مَیں نے کبھی کوئی ایسی ویسی بات نہ دیکھی بلکہ ان کی ہر بات حیرت انگیز اخلاق والی ہوتی تھی ...غرض یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مصاحب اور رشتہ دار اور اولاد، ہر ایک اس قدر گہرے طور پر حضرت صاحب کے رنگ میں رنگین ہوگئے تھے کہ بے انتہا جستجو کے بعد بھی کوئی آدمی ان میں کوئی عیب نہ نکال سکتا تھا۔“

(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ 228-229 روایت نمبر 836 از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم۔اے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانثار صحابہ نے بھی اطاعت کا علم بڑے عاشقانہ انداز میں سربلند رکھا۔ مسیح پاک علیہ السلام نے مسجد میں کھڑے لوگوں سے فرمایا، بیٹھ جاؤ اور میاں کریم بخشؓ جو ابھی مسجد کے ساتھ والی گلی میں تھے، آواز سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو کہا کہ جب مسیح کا فرمان کان میں پڑ گیا تو پھر میرا کام یہی تھا کہ اس وقت اطاعت کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کی فدائیت اور اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وہ میری ہر امر میں اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے اور مَیں انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ میری رضا میں فنا شدہ لوگوں کی طرح ہیں“

اطاعت امام میں فنا شدہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ نے تار دلوایا کہ دہلی آجاؤ۔ تار لکھنے والے نے لکھ دیا بلا توقف چلے آؤ۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے تھے۔ اس خیال سے کہ تعمیل میں دیر نہ ہو، فوراً اٹھے اور چل پڑے۔ نہ گھر گئے نہ لباس بدلا، نہ بستر لیا۔ یہاں تک کہ ریل کا کرایہ بھی جیب میں نہ تھا مگر اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنی تھی خدا تعالیٰ نے بھی معجزانہ مدد کی اور ایک ہندو مریض سٹیشن پر بھجوا دیا جس نے دہلی کا ٹکٹ اور معقول رقم نذرانہ کے طور پیش کی۔ یوں آپ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

(حیات نور صفحہ 285)

حضرت حافظ روشن علیؓ کی مثال بھی کیا عجیب مثال ہے۔ ابتدائی زمانہ میں اس درویش بزرگ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہوا کرتا تھا۔ جمعرات کی رات کو دھو لیتے اور جمعہ کی صبح کو پہن لیتے۔ ایک بار ایسے ہوا کہ سردیوں کی شدید سرد رات میں کپڑے دھو کر لٹکائے ہوئے تھے کہ مسیح پاک علیہ السلام کی طرف سے پیغام آیا کہ کسی مقدمہ کی پیروی کے لیے گورداسپور جانا ہے، ساتھ جانے کے لیے ابھی آجائیں۔ فدائی روشن علیؓ اٹھا، وہی گیلے کپڑے پہن لیے اور سردی سے بچاؤ کے لیے لحاف لپیٹ کر ساتھ ہولیا۔

سامعین! یہ اطاعت امام کی چند مثالیں تھیں۔ اس طرح خلافت کی حفاظت کا یہ بھی مطلب ہے کہ ہر احمدی خلیفہ وقت کی اطاعت کرے اُن کی عزت کرے اور کسی قسم کا شکوہ، شکایت یا مخالفت سے بچے۔ جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیمیں جیسا کہ انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ۔ خدام الاحمدیہ بھی خلافت کی حفاظت میں اپنے عمل اور کردار سے حصہ لے سکتی ہیں۔ اُن کا کام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اسلام کی تعلیم کو عام کریں۔ اگر کسی قسم کا مخالفانہ پروپیگنڈا ہوتا ہے تو اس کا علمی اور روحانی جواب دیں۔ جماعت احمدیہ میں ذیلی تنظیمیں اور دیگر تمام ذیلی نظام اس لئے قائم کئے گئے ہیں تاکہ وہ خلیفۂ وقت کی بے مثال اطاعت کرنے والے مخلص و وفادار خدام اور نظام خلافت کے استحکام، اس کی مضبوطی اور اس کی حفاظت کے لئے ہمہ وقت تیار رہنے والے سلطان نصیر پیدا کرتے چلے جائیں۔

اپنے پیارے امام کے لیے دعائیں کریں یہ بھی خلافت کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔- خدا تعالیٰ کے حضور رو رو کر یہ دعائیں مانگیں کہ اے اللہ تو ہمارے خلیفہ کو اپنی حفظ و امان میں رکھ۔ جیسے وہ ہمارے درد میں تڑپتا ہے اور ہمارے لیے دعائیں کرتا ہے ہمیں بھی دعاؤں کے ذریعے اُس کا مددگار بنا۔ ہمیں خلافت کے سلطانِ نصیر بنا اور خلافت کے ساتھ ہمیشہ جوڑے رکھ آمین۔ جیسا کہ ہمارا ایمان ہے کہ خلافت ہی وہ حبل اللہ ہے جس کو مضبوطی سے پکڑنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ پس خلافت کی اطاعت اور اس نظام کی حفاظت کے لئے جدوجہد کرنا ہر احمدی کی بنیادی اور اوّلین ذمہ داری ہے۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ نے آنے والی نسل کو اس خدائی امانت کی حفاظت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: جب تک یہ الٰہی امانت ہمارے پاس رہی اور جہاں تک ہم سے ہو سکا ہم نے خدمت کی۔ اب حکمت الٰہیہ کے ماتحت یہ امانت آپ کے سپرد ہے۔ اس کا حق ادا کرنا آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ پس دیکھنا اسے اپنے سے عزیز رکھنا اور کسی قربانی سے دریغ نہ کرنا۔

(اصحاب احمد جلد نمبر 9 صفحہ 279)

حضرت شیخ محمد اسماعیل سرساوی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ نے نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:
ہم نے خلافت کی حقیقت کو سمجھا تھا کہ خلافت ہی ایسی ضروری ہے کہ جس کے بغیر اسلام کی حفاظت ہو نہیں سکتی۔ پس ہم نے اپنے وقت میں اپنے خلیفہ کی بھی حفاظت کماحقہ کرکے دکھادی تھی اور حفاظت بھی کماحقہ کرکے اپنے پیارے خدا کی خوشنودی حاصل کرلی تھی۔ اب ہم تو بوڑھے ہو گئے اور ہڈیاں بھی ہماری کھوکھلی ہو گئیں۔ ٹھوکریں ہی کھاتے رہے اور ٹھوکریں کھاتے ہی اس دنیا سے گزر جائیں گے۔ اب تمہارا نوجوانوں کا ہی کام ہے کہ آگے آگے قدم رکھو اور اپنے پیارے خلیفہ کی بھی حفاظت کرو اور خلافت کی بھی حفاظت کرو۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 6 صفحہ 78)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب بر موقع خلافت صد سالہ جوبلی 27 مئی 2008ء میں فرمایا:
”ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور استحکام کے لیے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے۔“

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا۔
”میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلّی کروائی ہوئی ہے کہ اِس دَور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔ پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک اِن بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کے لئے خود اپنی جناب سے ننگی تلوار بنا کر کھڑا کرے گا۔“

(خطاب بر موقع خلافت جوبلی بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 3 اگست 2018ء صفحہ 17)

خلافت کا جب تک رہے گا قیام
نہ کمزور ہو گا ہمارا نظام
خلافت کا جس کو نہیں احترام
زمانے میں ہو گا نہ وہ شادکام